حنفیت

۶۸۶

یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰہِ وَاٰمِنُوْا بِہٖ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُجِرْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ

الاحقاف

اصلی

حنفیّت

المحررہ

من العبد المذنب الراجی رحمۃ اللہ العلی عبدہ احمد علی المقیم بہ دروازہ شیرانوالہ لاہور

المشیع

شعبۃ التالیف والاشاعۃ الملحقۃ لانجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ

لاہور

برفاہ عام سٹیم پریس زیر نگرانی میاں نور الحق صاحب زیور طبع یافت

تعداد ۱۰۰۰

اعلان

...السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ انجمن خدام الدین کا ایک دینی مدرسہ
...ہ مذہبی تعلیم کے طلبہ کو کسب بھی سکھایا جاتا ہے۔ تاکہ
...نے کے بعد سوائے خدا تعالےٰ کے دنیا داروں کے دستِ نگر
...اس کے مسلمانوں کی مذہبی نقطۂ نگاہ سے معاشرتی واخلاقی
...ئے مندرجہ ذیل رسائل بتعداد ذیل مفت شائع کر چکی ہے۔
...معتمد و محقق علماء کرام کے دستخط بھی ہیں۔ اور بفضلہ تعالےٰ یہ
...ت صوبہ جات ہند میں تقسیم ہوتے رہے ہیں۔ لہذا جو لوگ
...خدمت میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہونا چاہیں۔ وہ ناظم انجمن
...ین کے نام بہر طرح کی خط وکتابت یا ارسال زر یا اعانت فرما سکتے

...تفصیل رسالہ جات مع تعداد اشاعت

...الرسوم الاسلامیہ (چہارم مرتبہ)	۹۰۰۰
(۲) شہادۃ النحاریر علی حرمۃ المزامیر	۳۰۰۰
(۳) اسلام میں نکاح بیوگان	۲۰۰۰
(۴) احکام شب براءت	۴۰۰۰
(۵) اصلی حنفیت	۱۰۰۰۰
میزان کل	۲۸۰۰۰

المعلن

احمد علی۔ ناظم انجمن خدام الدین۔ دروازہ شیرانوالہ

لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

امّا بعد

انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔ ترجمہ۔ بیشک میں نے اپنا منہ اس ذات پاک جل مجدہ کی طرف پھیرا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا۔ میں سوائے ایک خدا تعالےٰ کے کسی کا نہیں ہوں۔ اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں

حنفی بھائیو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ہماری آپس کی ناچاکی کے باعث لاہور میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ آپ کو معلوم ہی ہے۔ اس اختلاف کے باعث ہم اپنا دین بھی برباد کر رہے ہیں۔ اور دنیا کی تباہی بھی خرید رہے ہیں۔ آؤ ذرا علماء کے اختلاف پر تنقیدی نگاہ ڈالیں اور جانچیں کہ یہ حنفی علماء کیوں لڑ رہے ہیں اور ان میں سے مسلمانوں کا سچا خیر خواہ کون ہے۔ اور حضرت امام الائمہ مولانا و مقتدانا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح متبع کون ہے۔ اور حنفیت صحیحہ کا علمبردار کون ہے۔

تقلید کا صحیح مطلب

حنفی بھائیو۔ اپنے مذہب کو کھیل اور تماشا نہ بناؤ۔ بلکہ تمہارا فرض ہے

کہ سوچو۔ کہ حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہونے
کا کیا مطلب ہے۔ ہمارے تمام سلف صالحین احناف رحمہم اللہ تعالےٰ
اس امر پر متفق ہیں۔ کہ سب سے پہلے ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب پاک قرآن
مجید پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ ہم اسی کے بنائے ہیں۔ اور
جب اُس کا حکم صریح ملجائے۔ تو پھر کسی اور طرف جانے کی ضرورت
نہیں اس کے بعد نمبر دوم سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات مبارکہ ہیں۔ جب ان دونوں
مقامات سے کوئی مسئلہ سمجھ میں نہ آئے تو پھر اجماع امت کو دیکھا جاوے۔ کہ
آیا پہلے مبارک زمانوں میں اس مسئلہ پر بحث ہوئی ہے۔ اور کچھ طے پایا ہے
اگر ملجائے تو فبہا ورنہ پھر شرعاً قیاس کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن بجائے
اس کے کہ انسان اپنا قیاس کرے۔ اگر کسی بڑے عالم اعلیٰ درجہ کے متقی
عابد زاہد ماہر علوم کتاب اللہ وسنت نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے
قیاس پر اس شرط سے عمل کرے۔ کہ اگر میرے امام کی رائے اللہ تعالیٰ کی کتاب
پاک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مخالف ہوئی۔ تو اس
کو چھوڑ دونگا۔ اور اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے
حکم کی تعمیل کرونگا۔ تو اس کا نام تقلید ہے۔ سراج الامۃ حضرت امام اعظم
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا ارشاد ہے۔ اذا صح الحدیث فھو مذھبی
رد المحتار شامی ص ۴۸ مطبوعہ میمنیہ مصر۔ ترجمہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سے حدیث صحیح ہو۔ تو وہ میرا مذہب ہے انتہیٰ۔ چنانچہ ہمارے فقہاء عظام کے ہاں یہی اصول اربعہ مسلمہ ہیں۔ نورالانوار صفحہ ۶ کی عبارت ملاحظہ ہو۔ اعلم ان اصول الشرع ثلثة الکتاب والسنة واجماع الامة والاصل الرابع القیاس (الی قولہ) فما دام کان الحکم موجودا فی واحد من الثلثة لم یحتج الی القیاس۔ ترجمہ۔ بیشک شریعت کے اصول چار ہیں۔ کتاب۔ سنت۔ اجماع امت۔ قیاس (الی قولہ) پس جبتک کوئی حکم پہلے تین اصولوں میں ملے۔ تو چوتھے اصول قیاس کی طرف جانے کی ضرورت نہیں۔

حنفی دراصل فقط امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہے

فقہ حنفی کی بنیاد ائمہ ثلثہ (امام الائمۃ سراج الامۃ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ (جو کہ مندرجہ ذیل دو اماموں کے استاذ ہیں) امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ) کے اقوال پر ہے۔ اصلی حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے اقوال بھی دراصل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہی اقوال ہیں۔ اس لئے حاصل یہ نکلا کہ فقہ حنفی کا دار و مدار اقوال حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں۔ چنانچہ امام صاحب کے تمام بڑے بڑے شاگردوں کا حلفیہ بیان ہے۔ کہ ہم سوائے امام صاحب کے قول کے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ قال ابویوسف ما قلت قولا خالفت فیہ اباحنیفةؒ الا قولا قد کان قالہ وروی عن زفر انہ قال ما خالفت اباحنیفة فی شیٔ الا قد قالہ ثم رجع عنہ۔ فھذا اشارة الی انھم ما سلکوا طریق الخلاف بل قالوا ما قالوا عن اجتھاد ورأی اتباعًا لما قالہ استاذھم ابوحنیفةؒ و

فی اٰخر الحاوی القدسی واذا اخذ بقول واحد منہم یعلم قطعا انہ یکون بہ اٰخذا بقول ابی حنیفۃ فانہ روی عن جمیع اصحابہ من الکبار کابی یوسف ومحمد وزفر والحسن انہم قالوا ما قلنا فی مسئلۃ قولاً الا وھو روایتنا عن ابی حنیفۃ واقسموا علیہ ایمانا غلاظاً فلم یتحقق فی الفقہ جواب ولا مذہب الا لہ الخ رد المحتار شامی جلد اول صـ ۴۸ مطبوعہ میمنیہ مصر۔ ترجمہ۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے کوئی بات ایسی نہیں کہی۔ جس میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کی مخالفت کی ہو۔ میں نے وہی بات کہی ہے۔ جو آپ نے فرمائی ہے۔ اور امام زفرؒ سے روایت کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے امام ابو حنیفہؒ کی کسی مسئلہ میں مخالفت نہیں کی۔ البتہ وہی کہا۔ جو آپ نے فرمایا تھا۔ پھر خواہ امام صاحبؒ نے اس سے رجوع کر لیا ہو۔

ان باتوں میں اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ان کے خلاف نہیں چلے۔ جو کچھ انہوں نے فرمایا۔ اپنی رائے اور اجتہاد سے بھی وہی فرمایا جو امام صاحب کے فرمودہ کے عین مطابق تھا اور الحاوی القدسی کے اخیر میں ہے۔ اور جب ان میں سے کسی ایک کا قول لیا جاوے تو یقیناً سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ شخص امام صاحبؒ کا قول لے رہا ہے۔ کیونکہ آپ کے تمام بڑے بڑے شاگردوں مثلاً امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ امام زفرؒ امام حسنؒ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں۔ ہم نے کسی مسئلہ میں اپنی رائے سے نہیں کہا۔ وہی کہا ہے۔ جو ہمیں امام صاحبؒ سے روایت ملی تھی۔ اپنے اس بیان پر انہوں نے بڑی پکی قسمیں بھی کھائی ہیں۔ لہذا اب

فقہ (حنفی) میں سوائے امام ابو حنیفہؒ کے جواب اور مذہب کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ اور دوسروں کی طرف مسائل کی نسبت مجازی ہوگی۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ یہ امام بھی امام صاحبؒ کے موافق ہے انتہی۔

حنفیہ میں ہمارا طریقہ

عزیز بھائیو۔ ہم تو اسی معنی میں حنفی ہیں۔ جو ہمارے سلف صالحین احناف کا پاک مسلک تھا۔ یعنی سب سے پہلے رب العزۃ جل جلالہ وعم نوالہ کی مقدس کتاب یعنی قرآن مجید پر عمل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ جو مسئلہ کتاب اللہ سے واضح طور پر سمجھ میں نہ آئے۔ تو سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے اس کا حل تلاش کیا جاوے۔ اگر بالفرض اپنی کوتاہ نظری "کم فہمی" کے باعث وہاں سے بھی مسئلہ سمجھ میں نہ آئے۔ تو پھر غیر مجمع علیہ مسئلہ میں امام الائمہ سراج الامۃ حضرت ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد یا اُن کے مقدس شاگردوں (مثلاً امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ امام زفرؒ امام حسنؒ) میں سے کسی کے قول پر عمل کیا جاوے

کیونکہ ان ہی حضرات کا حلفیہ بیان پہلے گذر چکا ہے کہ ہم ہر قول میں امام صاحبؒ کے پابند ہیں۔ لہذا بحیثیت حنفی ہونے کے ہم ان حضرات کے اقوال کے سامنے سر جھکانا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ ان کے سوا کسی شخص کا قول ماننے کے لئے ہم مجبور نہیں ہیں۔ کہ جو حنفی کہلائے۔ وہ ہمارا آقا بن جائے۔ لہذا ہمارا یہ کہنا بجا اور درست ہے کہ ہم پکے حنفی ہیں جو عزت ہمارے دل میں

بلحاظ اتباع وتقلید امام صاحبؒ کی ہے۔ وہ درجہ کسی اور کو نصیب نہیں۔

ہمارے مخالف لاہوری بھائیوں
کی
حنفیت

اگر ہمارے سارے حنفی بھائی مذکورۃ الصدر اصول پر کاربند ہو جائیں تو آج جھگڑا مٹ سکتا ہے۔ لیکن یہاں تو عجیب قصہ ہے۔ کہ جو چیز ایجاد کرو۔ وہ حنفیت میں کھپ سکتی ہے۔ آج کل لاہوری حنفیت میں بجائے اتباع کتاب اللہ وسنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع بدعات کا بڑا از در ہے۔ اگر کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کردہ اسلام کے ارکان کا بھی تارک ہو (توحید۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ) لیکن بعد کے ایجاد کردہ وظائف یا رسموں کا پابند ہو تو اسے سچا حنفی مسلمان سمجھا جاتا ہے۔ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کردہ اسلام کا پورا پابند ہو۔ مثلاً توحید۔ و رسالۃ کا معتقد ہے۔ نماز کا پابند ہے۔ رمضان کی شریف میں بالالتزام روزہ رکھا کرتا ہے۔ زکوٰۃ سالانہ ادا کرتا ہے حج کر آیا ہے۔ اسی طرح تمام امور شرعیہ کو صحیح مانتا ہے۔ لیکن پنجاب کے اسلام کی ضروریات کا پابند نہیں۔ تو وہ وہابی ہے۔ کافر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہے۔ بزرگوں کا دشمن ہے۔ جو چاہو اسے گندے سے گندے لقب دیدو +

اسلام پنجاب
کے
ضروری ارکان

نمبر شمار	نام رکن	سن ایجاد	آنحضرت صلعم کے کتنا عرصہ بعد ایجاد ہوا	سن ولادت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	سن وفات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	امام ابو حنیفہؒ کی وفات کے کتنا عرصہ بعد ایجاد ہوا	کیفیت
۱	قیام مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	سنہ ۶۰۴ھ	سنہ ۵۹۴ سال	سنہ ۸۰ھ	سنہ ۱۵۰ھ	سنہ ۴۵۴ سال	تاریخ ابن خلکان [illegible]
۲	نمازوں کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھنا	سنہ ۷۸۱ھ	سنہ ۷۷۱ سال	″	″	سنہ ۶۳۱″	
۳	گیارہویں	سنہ ۵۰۰ھ کے بعد	سنہ ۴۹۰ھ″	″	″	سنہ ۳۵۰″	حضرت شیخ المشائخ قدوۃ السالکین امام المتقین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
۴	وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ	سنہ ۵۰۰ھ کے بعد	سنہ ۴۹۰ھ″	″	″	سنہ ۳۵۰″	
۵	وظیفہ امداد کن	سنہ ۵۰۰ھ کے بعد	سنہ ۴۹۰ھ″	″	″	سنہ ۳۵۰″	
۶	مرنے کے بعد تیجا چالیسواں۔ اسقاط وغیرہ	ان رسموں کے ایجاد کی کوئی صحیح تاریخ معلوم نہیں اور ان کا بے اصل ہونا تفصیل سے واضح ہے۔					
۷	رسول اللہ صلعم کو بشر کہنے والے کافر ہیں۔	یہ عقیدہ چودہویں صدی ہجری کی ایجاد معلوم ہوتی ہے۔					

[illegible]

چونکہ یہ تمام رسمیں بعد کی ایجاد ہیں۔ ان کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں ہے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے زمانہ میں ہے اور نہ ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں پایا جاتا ہے۔ لہذا کوئی مسلمان ان کو ماننے کیلئے مجبور نہیں ہے۔ اور اگر بالفرض وہ نہ بھی مانے تو بھی پکا مسلمان رہ سکتا ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا جزو ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔ بلکہ سلف صالحین کے اقوال کی روسے ان رسومات کا مرتکب بدعتی لکھا ہے۔ اور بدعتی کیلئے جو وعید ہے وہ آئندہ تفصیل سے ملاحظہ ہو۔

اس چھوٹے سے رسالہ میں ان رسموں اور وظائف کے جواز و عدم جواز پر مکمل بحث نہیں ہوسکتی۔ لیکن مختصر طور پر کچھ عرض کئے دیتا ہوں۔

مجلس میلاد

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہ ابی وامی) کی ولادت باسعادت کا ذکر خیر اور آپ کے وجود مسعود کے برکات کا ذکر کیا جاوے۔ سنانے والا عالم ہو۔ سننے والے اتباع و اخلاق نبوی علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کا ولولہ۔ اور تڑپ دل میں رکھتے ہوں۔ ... تاریخ کی تعیین نہ کی جاوے تو ایسی مجلس ہر طرح سے مبارک اور رحمۃ الٰہیہ کے نزول کا باعث ہوگی۔ لیکن موجودہ مجالس میلاد میں بہت سی چیزیں خلاف شرع ہیں۔ اس لئے معیوب ہیں۔ مثلاً بہت سے چراغ جلانا۔ اسراف ہے۔ جو کہ نص قطعی سے حرام ہے۔ بے دینوں بے نمازوں داڑھی منڈوں سے نعتیں

پڑھوانا جن کے دل میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا شوق نہیں۔ ایسے بے دین اور مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سینگار و بناؤ۔ افسوس صد افسوس اے مسلمانوں تم نے اللہ تعالیٰ کے دین کو کھیل اور تماشہ بنا رکھا ہے۔ اور حنفی فقہ کی بھی کچھ پرواہ نہیں کی۔

رد المحتار شامی جو ہمارے ہاں فقہ حنفی میں مسلم ہے۔ اس میں جلد دوم ص۱۳۲ مطبوعہ مطبع میمنیہ پر لکھا ہے:۔

اما لو نذر زیتا لایقاد قندیل فوق ضریح الشیخ او فی المنارۃ کما یفعل النساء من نذر الزیت لسیدی عبد القادر و یوقد فی المنارۃ جھۃ المشرق فھو باطل و اقبح منہ النذر بقرأۃ المولد فی المنابر مع اشتمالہ علی الغناء و اللعب و ایھاب ثواب ذلک الی حضرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انتھی۔ ترجمہ۔ اگر شیخ کے مزار پر فانوس میں تیل جلانے یا مینار میں جلانے کی نذر کی۔ جس طرح ہمارے ہاں سید عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے لئے تیل جلانے کی عورتیں نذر کیا کرتی ہیں۔ اور وہ چراغ مشرق کی جانب مینار پر جلایا جاتا ہے پس یہ باطل ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ بری یہ بات ہے۔ کہ گانے اور کھیل کے ساتھ منبروں پر مولود پڑھنے کی نذر کی جائے۔ اور اس کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا جاوے۔ انتہی۔

سبق

خدا کے بندو۔ دیکھ لو۔ ہمارے بزرگوں کا کیا ارشاد ہے۔ کہ گانے اور کھیل کے ساتھ مولود شریف پڑھنا ناجائز ہے۔ حالانکہ تمہاری موجودہ مجالس میلاد

گانے والوں کے سوا سجتی ہی نہیں۔ خواہ وہ نعت خواں داڑھی منڈے اور بے دین ہی کیوں نہ ہوں۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں یہی دین سکھایا تھا۔ افسوس صد افسوس

باقی رہا مسئلہ قیام تو یہ ۶۰۴ھ کی ایجاد ہے۔ عمر بن محمد موصل (عراق عرب)، کا رہنے والا ہے۔ اس نے یہ رسم ایجاد کی ہے۔ تاریخ ابن خلکان میں اس کا قصہ مذکور ہے۔

میّت کو ثواب پہنچانا

مردوں کو ہر طرح سے ثواب پہنچانے کے ہم مخالف نہیں ہیں۔ اگر مال حلال کا ہو۔ دینے والے کی نیت محض خدا کے واسطے کی ہو۔ لوگوں سے واہ واہ اور شاباش لینا مقصود نہ ہو۔ مصارفِ کفن و دفن۔ ادا قرضہ۔ اجراء وصیۃ۔ تقسیم میراث کے بعد اپنے حصہ میں سے دے۔ ان شرطوں کو ملحوظ رکھنے کے بعد دینا۔ مساکین کو دیکر اس عمل صالح کا ثواب میت کی روح کو پہنچانا کوئی حرج نہیں۔ بلکہ موجب ثواب ہے اور جائز ہے لیکن۔ جس طرح آجکل آپ عموماً میت کو ثواب پہنچاتے ہیں۔ کہ نہ قرضہ ادا کیا جاتا ہے۔ نہ وارثوں مثلاً بہنوں وغیرہ کو حصہ دیا جاتا ہے۔ خیراتیں پہلے شروع کر دی جاتی ہیں۔ وارثوں میں اگر کوئی یتیم بچہ بھی ہو۔ تو بھی نہ خیرات دینے والے اس کی پرواہ کرتے ہیں نہ لینے والے پرواہ کرتے ہیں۔ کہ یہ یتیم کا مال ہے اور حرام ہے بلکہ آنکھیں بند کر کے لے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جو ہمارے ہندوستان کے حنفیوں کے

مسلّم امام ہیں۔ ان کا فتویٰ حضرت مولٰنا مولوی عبد الحی صاحب کے فتاوے جلد سوم ص۶۸ مطبوعہ مطبع شوکت اسلام پر منقول ہے۔ وہ بعینہٖ مندرجۂ ذیل ہے۔

سوال۔ روز سوم یا پنجم مردم بطلب یا بلا طلب جمع می شوند۔ و چند ختم کلام مجید می خوانند۔ بعضے آہستہ و بعضے باواز بلند۔ و در پیالہ خوشبوئی گل می اندازند۔ و دیگر خصوصیات و رسوم بعمل می آرند چہ حکم دارد۔

جواب۔ تقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص و او را ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست صاحب نصاب الاحتساب آں را مکروہ نوشتہ رسم و راہ تخصیص بگذارند۔ و ہر روزیکہ خواہند ثواب بروح میت برسانند۔

ترجمہ سوال۔ تیسرے یا پانچویں دن لوگ بلائے یا بن بلائے جمع ہو جاتے ہیں۔ اور کچھ ختم قرآن مجید کرتے ہیں۔ بعض لوگ آہستہ اور بعض بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ اور پیالے میں پھولوں کی خوشبو ڈال دیتے ہیں۔ اور بھی کچھ رسمیں ادا کرتے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے۔

ترجمہ جواب۔ خاصکر تیسرے یا کسی اور دن کا مقرر کرنا اور اس کو ضروری سمجھنا شریعت محمدیہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ نصاب الاحتساب والے نے ان باتوں کو مکروہ لکھا ہے۔ خاص دنوں کا بطور رسم کے مقرر کرنا چھوڑ دیں۔ اور جس دن چاہیں میت کی روح کو ثواب پہنچا دیں۔ انتہی۔

اس ص۶۸ پر ایک دوسرا سوال اور جواب ملاحظہ ہو۔

سوال۔ فاتحہ مروجۂ حال یعنی طعام را روبرو نہادہ دست برداشتہ چیزے

خواندن چہ حکم دارد۔ ترجمہ۔ اس زمانہ کی مروجہ فاتحہ یعنی کھانے کو سامنے رکھکر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا کیا حکم ہے۔

جواب۔ ایں طورِ مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود. نہ در زمانِ خلفار بلکہ وجود آں در قرون ثلثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نشدہ الخ ترجمہ۔ یہ خاص طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھا۔ اور خلفار راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بھی نہیں تھا۔ بلکہ وہ تین زمانے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ صحابہؓ کرام کا۔ تابعین کا) جن کی نیکی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خبر دی گئی ہے (کہ وہ اچھے ہیں) ان تینوں مبارک زمانوں میں ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

سابقہ فتووں کا حاصل

(۱) موجودہ زمانہ کی مروجہ رسمیں تیجا۔ چالیسواں وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ثابت نہیں ہیں۔ اور نہ خلفار راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں پائی گئیں۔ اور ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ) کے مبارک زمانہ میں بھی ان کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔

(۲) اگرچہ بعض بدعتی نام نہاد حنفی ان کے قائل بھی ہیں۔ لیکن سچے حنفی علمار ان کے مخالف ہیں۔ اور چونکہ امام صاحب کے مذہب سے ان چیزوں کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیے ان مروجہ رسموں کے خلاف کرنے والے کو پکا مقلد اور متبع امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہا جاوے گا۔ شامی باب الجنائز

اہدار ثواب الطعام الی المیت - وفی البزازیۃ ویکرہ اتخاذ الطعام
فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر
فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقرأۃ القرآن وجمع الصلحاء والقرآء
للختم او لقرأۃ سورۃ الانعام او الاخلاص والحاصل ان اتخاذ
الطعام عند قرأۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ وفیہا من کتاب الاستحسان
وان اتخذ طعاما للفقرآء کان حسنا واطال فی ذلک فی المعراج
وقال ھذہ الافعال کلہا للسمعۃ والریاء فیحترز عنہا لانہم
لایریدون بہا وجہ اللہ تعالیٰ الخ

ترجمہ - فتاوی بزازیہ میں ہے - میت کے لئے پہلے دن یا تیسرے دن
یا ہفتے کے بعد کھانا پکانا مکروہ ہے - اور موسموں میں قبر کی طرف کھانا
اٹھا کر لے جانا بھی مکروہ ہے اور میت کے لئے قرآن پڑھنے کے لئے
دعوت کرنا بھی مکروہ ہے - قرآن شریف کے ختم پڑھنے یا سورہ انعام
یا سورۂ اخلاص کے پڑھنے کیلئے صالحین اور پڑھنے والوں کو جمع کرنا
بھی مکروہ ہے - خلاصہ یہ ہے کہ قرآن شریف پڑھنے کے لئے کھانا
پکانا مکروہ ہے - اور اسی بزازیہ میں ہے کہ کتاب الاستحسان میں
ہے - اور اگر محض مسکینوں کو کھانا کھلانے کے لئے پکایا جائے تو اچھا ہے
اور معراج میں اس کی بہت لمبی بحث کی ہے اور فرمایا ہے - کہ یہ سارے
کام چونکہ دکھلاوے اور سنانے کے لئے کئے جاتے ہیں - اُس لئے ان
سے بچنا چاہیئے - کیونکہ ان لوگوں کو ان کاموں میں اللہ کی رضا مطلوب

نہیں ہوتی۔

نمازوں کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھنا

درود شریف کے فضائل

عزیز بھائیو۔ قرآن شریف میں درود شریف پڑھنے کا حکم ہے۔
درود شریف کے فضائل کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ درود شریف کے فضائل کا مشت از نمونہ خروار یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ درود شریف پڑھنے سے انسان کے دس گناہ معاف ہوتے ہیں۔ دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ دس دفعہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ لیکن نمازوں کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰے عنہم اور ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہؒ۔ امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ) کے زمانہ میں ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہے۔
اس کی ایجاد ۷۸۹ھ میں ہوئی ہے اور ۷۹۱ھ تک تمام نمازوں کے بعد پڑھا جانے لگا۔ اس سن کو حزب الاحناف کے رسالہ تاریخ نجدیہ یعنی حقیقۃ وہابیہ صـ۱۳۸ مطبوعہ کریمی پریس میں تسلیم کیا گیا ہے۔ ردالمحتار شامی جلد اول صـ۶۶۳ مطبوعہ میمنہ مصر کی عبارت ملاحظہ ہو۔

اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعۃ فی

المساجد وغیرھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم او مصلّی او قاری انتھی ترجمہ - تمام اگلے پچھلے علماء کرام نے مندرجہ ذیل شرطوں سے مسجدوں وغیرہ میں ملکر ذکر کرنے کو مستحب خیال فرمایا ہے - بشرطیکہ ان لوگوں کا بلند آواز سے ذکر کرنا سونے والے یا نماز پڑھنے والے یا قرآن مجید پڑھنے والے کو تکلیف نہ دے -

دعوتِ انصاف

خدا تعالےٰ کے بندو - انصاف سے کام لو - قیامت کے دن خدا تعالیٰ کو چلکر منہ دکھانا ہے - وہاں کیا جواب دوگے - کیا تمھیں اسلام نے یہ حق دیا ہے - یا امام ابوحنیفہؒ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا تھا - کہ جو شخص نماز کے بعد بلند آواز سے درود شریف نہ پڑھے - اُسے خارج از اسلام سمجھا جاوے -

نماز کے بعد ذکر جہر کے متعلق حضرت مولانا عبدالحیؒ لکھنوی حنفی کا فتویٰ جلد اول ص ۳۵۱ -

استفتاء

کیا اس طرح سر دُھن دھن کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں لوگ اللہ اکبر کہا کرتے تھے - فرض نماز کے بعد - یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں لوگ کہا کرتے تھے - یا ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں یہ دستور رہو - یا امام کے شاگردوں سے یہ صورت کذائی ذکر کی منقول ہے - انتھی ملخصاً

الجواب

الحاصل ذکر جہری بعد نماز کے سوائے ایام تشریق وغیرہ کے اگر احیاناً ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ جہر مفرط (حد سے زیادہ بلند آواز) نہو۔ اور ایسی اگر مقصود جہر سے تعلیم ہو۔ اور بدون ان اغراض کے اس کا التزام واہتمام کرنا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے۔ خلاف طریقۂ نبویہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) وطریقہ سلف صالح ہے۔ انتہی ملخصاً

گیارہویں۔

اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے مساکین کو کھانا کھلایا جاوے۔ اور اُس کا ثواب حضرت شیخ المشائخ حضرتنا ومولانا وشیخنا ومرشدنا الشیخ السید محی الدین عبد القادر الجیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کے روح پر فتوح کو پہنچایا جاوے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ تاریخ کی تعیین نہ ہو۔ خواہ ستارہویں یا بیسویں یا کسی مہینے میں نہ بھی ہو۔

اور ان کو حاجت روا اور کارساز نہ سمجھا جاوے۔ اور فقط تقبولین

بارگاہ ایزدی جل مجدہٗ میں سے شمار کیا جاوے۔
اور اگر انہیں حاجت روا اور کارساز سمجھکر دیا جاوے تو شرک ہے۔ ایسی خیرات سے نہ اللہ تعالٰی راضی ہے۔ اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس سے کبھی خوش نہیں ہوں گے۔

وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئًا للہ و وظیفہ امداد کن امداد کن۔ از بند غم آزاد کن۔ در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبد القادرا

خدا تعالٰے کے بندو۔ تمہیں ایسے وظائف پڑھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جن کا ذکر نہ قرآن شریف میں ہے۔ اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں ہے۔ اور نہ ائمہ اربعہ سے منقول ہیں۔ اور نہ حضرت شیخ المشائخ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی منقول ہیں۔ بلکہ وہ تو یہ فرماتے ہیں:۔
اذا استعنت فاستعن باللّٰہ فتوح الغیب مقالہ ۴۲
ترجمہ۔ جب تو مدد مانگے۔ تو اللہ تعالٰی ہی سے مدد مانگ۔
بالخصوص علماء احناف جن کے جواز و عدم جواز میں اختلاف ہوں۔ چنانچہ درالمختار میں مذکور ہے۔ قیل بکفرہ اور اُس کے شارح

ردالمختار شامی مطبوعہ میمنیہ مصر جلد ثالث صفحہ ۳۱۷ میں فرماتے ہیں۔ کہ اگر سمجھ سوچکر پڑھا جاوے۔ تو حرج نہیں۔ اور اگر بے سوچ سمجھے پڑھے تو اس سے توبہ کرائی جاوے۔ اور تجدید نکاح (اپنا نکاح دوبارہ پڑھائے) کرائی جاوے۔ تو تمہیں ایسے وظائف پڑھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جن کی کتاب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں کوئی اصلیت ہی نہ ہو۔ اور مختلف حیثیتیں لگا کر پڑھے جاویں۔ تو جائز ہوں اور اگر حیثیتیں نہ لگائی جاویں۔ تو انسان کے کافر ہو جانے کا خطرہ ہو۔ اور اگر بالفرض آپ کو کسی شخص نے یہ وظیفہ بتلایا ہے۔ اور آپ پڑھتے ہیں۔ تو آپ کو یا آپ کے علمار کو یہ کس نے حق دیا ہے۔ کہ جو نہ پڑھے۔ اسکو وہابی اور خارج از اسلام سمجھو۔ میرے حنفی بھائیو۔ خدا تعالےٰ سے ڈرو۔ اور سوچو کہ کیا کر رہے ہو کس دین کی اشاعت کر رہے ہو۔ اور کن چیزوں پر زور دے رہے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر اور بندہ کہنے والے کافر ہیں

میرے حنفی بھائیو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم

الآخر ذلک خیرٌ وّاحسن تاویلاً (سورہ نساء رکوع مث) ترجمہ
پس اگر کسی چیز میں جھگڑا کرو۔ تو اُسے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
کی طرف لوٹاؤ۔ اگر تمہیں اللہ تعالےٰ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ اس طرف
لوٹنا بھلائی اور بہت ہی عمدہ بات ہے۔ انتہی

دعوت رجوع الی اللہ تعالےٰ

بھائی صاحبان آئیے۔ اس مسئلہ کا فیصلہ اللہ تعالےٰ اور اس کے
رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے کرائیں۔ اس کے بعد
اگرچہ کوئی ضرورت تو نہیں ہے۔ لیکن صحابہ کرامؓ۔ امام ابو حنیفہ رح
اور تبعین امام ابو حنیفہ رح میں سے ملا علی قاری رح۔ مسلمانوں میں
علم کلام کے مسلم ائمہ اور ہمارے مسلم صوفیائے کرام کے اقوال بھی پیش
کر دوں گا۔ تاکہ آپ کو پتہ لگ جائے۔ کہ اسلام میں پہلے دن سے
لے کر یہی عقیدہ چلا آرہا ہے۔ کہ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع
المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے ایسے پیارے
بندے ہیں۔ کہ جن کے درجہ کو ان الفاظ میں بیان کیا جاوے۔ تو اہل
السنت والجماعت کے اعتقاد کے مخالف نہیں ہوگا۔ کہ بعد از خدا
بزرگ توئی قصہ مختصر کیونکہ اہل السنت والجماعۃ خواص الانس کو خواص الملائکہ
سے افضل سمجھتے ہیں۔ مذکورۃ الصدر سات مقامات کے حوالے تو
متعدد دیئے جا سکتے ہیں۔ لیکن اختصار کے باعث مشت نمونہ از خروار

کے طور پر پیش کروں گا۔

قرآن پاک میں لشبر اور عبد کا اطلاق

(۱) قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱۰ پارہ ۱۵)

(اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں کہدو۔ سوائے اس کے نہیں۔ کہ میں ایک بشر رسول ہوں۔

(۲) قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الله واحد (سورۃ الکہف رکوع ۱۲)

(اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں کہدو۔ سوائے اسکے نہیں کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ میری طرف اس امر کی وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی اللہ تعالیٰ ہے۔

(۳) سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الایۃ۔ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱)

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی الخ

(۴) تبٰرک الذی نزل القراٰن علےٰ عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا ہ (سورۃ الفرقان رکوع ۱)

وہ ذات بابرکت ہے۔ جس نے اپنے بندے پر قرآن مجید نازل فرمایا، تاکہ جہان والوں کو ڈرائے۔

حاصل مطلب

دو آیتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لفظ لبشر استعمال کیا

گیا ہے۔ اردو میں لفظِ عبد آیا ہے۔

اپنی عبدیت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا اقرار

(۱) مغیرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تہجد گذاری۔ یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدموں پر درم ہو گئی۔ تب آپ سے عرض کی گئی۔ آپ اس طرح کیوں کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخشے جا چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔ اس روایت کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ باب التحریض علی قیام اللیل مشکوٰۃ المصابیح۔

(۲) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب تم مؤذن کو سنو۔ تب اسی طرح کہو۔ جس طرح موذن کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ کیونکہ جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود (شریف) پڑھا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجے گا۔ پھر میرے لیئے اللہ تعالےٰ سے وسیلہ مانگو۔ پس تحقیق وہ بہشت میں ایک درجہ ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ کے لائق ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ میں ہی وہ ہو جاؤں۔ پس جس

شخص نے میرے لئے وسیلہ کی دعا کی۔ اس پر شفاعت نازل ہوگی
رواہ مسلم۔

حاصل مطلب

دونوں احادیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو
بندہ کے لفظ سے ذکر فرمایا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد (خدا تعالیٰ کے بندے) ہیں

ابو سعیدؓ خدری سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم منبر پر بیٹھے تھے فرمایا تحقیق ایک بندے کو اللہ تعالےٰ نے
اختیار دیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اسے دنیا کی تازگی میں سے جو چاہے
عطا فرما دے یا جو اللہ تعالےٰ کے ہاں نعمتیں ہیں وہ پا وے۔
تو اس بندے نے وہ اختیار کیا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے ہاں ہے۔
اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ رو پڑے۔ اور فرمایا ہم اپنے
باپوں اور ماؤں سے آپ پر قربان ہوں۔ پس ہم نے ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تعجب کیا۔ لوگوں نے کہا اس بڈھے شخص کو دیکھو۔
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایک بندے کی خبر دے رہے
ہیں۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے دنیا کی تازگی اور اپنے ہاں کی نعمتوں
میں اختیار دیا ہے۔ اور یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم آپ پر اپنے باپوں اور

ماؤں سے قربان ہیں (یعنی اس خبر پر اس فقرے کا کہنا کچھ مناسبت نہیں رکھتا لیکن لوگوں کو بعد میں معلوم ہوا) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو وہ اختیار دیا گیا تھا۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہم سب میں سے زیادہ عالم تھے۔ اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ (مشکوۃ۔ باب وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

الحاصل

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بندہ کے لفظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسعود مراد لیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر فرما رہی ہیں!

عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا۔ قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یخصف نعلہ ویخیط ثوبہ ویعمل فی بیتہ کما یعمل احدکم فی بیتہ وقالت کان بشرا من البشر الحدیث رواہ الترمذی مشکوۃ فی اخلاقہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتہ سی لیا کرتے تھے۔ اپنا کپڑا سی لیا کرتے تھے۔ جس طرح تم اپنے گھر کا کام کرتے ہو۔ اسی طرح آپ بھی کیا کرتے تھے۔ اور فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسانوں میں سے ایک

انسان دلبشر، تھے الخ

الحاصل

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر بشر کا لفظ فرمارہی ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا بندہ (عبد) فرمارہے ہیں

ومحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نبیہ وعبدہ ورسولہ۔ شرح فقہ اکبر صـ ۲ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور

حضرت ملا علی قاری ہمارے حنفیوں کے مسلم امام ہیں ان کا ارشاد ملاحظہ ہو

اسی پہلی ذکر شدہ عبارت کی شرح میں فرماتے ہیں۔ قال علیہ السلام لا تطرونی کما اطری عیسیٰ وقولوا عبد اللہ ورسولہ

ترجمہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میری زیادہ تعریف نکرو۔ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گئی ہے۔ بلکہ (مجھے) کہو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔

برادران احناف آئیے ذرا اس مسئلہ میں علم عقائد کے ماہرین ائمہ سے بھی پوچھ لیں۔

مسامرہ لکمال بن ابی شریف

ان النبی انسان بعثہ اللہ لتبلیغ ما اوحی الیہ وکذا الرسول فلا فرق الخ ص۱۹۸ مطبوعہ مطبع کبریٰ امیریہ مصر۔ ترجمہ۔ تحقیق نبی ایک انسان ہے جس کو اللہ تعالےٰ مبعوث فرماتے ہیں۔ تاکہ جو اُسے وحی کی گئی ہے اس کی تبلیغ کرے اس معنے میں نبی اور رسول میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسایرہ للعلامۃ الکمال بن الہمام

فالنبی علے ھذا انسان اوحی الیہ بشرع سواء امر بتبلیغہ والدعوۃ الیہ ام لا فان امر بذلک فھو نبی رسول والا فھو نبی غیر رسول الخ مسایرہ در شرح مسامرہ ص۱۹۷ مطبوعہ مطبع کبریٰ امیریہ مصر۔ ترجمہ۔ پس نبی اس لحاظ سے ایک انسان ہے۔ جس کی طرف شریعت کی وحی کی گئی ہے۔ اُس کی تبلیغ اور دعوت کا اسے حکم دیا جاوے یا نہ۔ اگر تبلیغ کا حکم کیا جاوے تو وہ نبی مرسل ہے۔ ورنہ وہ نبی غیر مرسل کہلائیگا۔ الخ

امام الصوفیاء الکرام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

پیغمبران علیہم الصلوۃ والتسلیمات کہ قریب بیک لک وبست وچہار ہزار

گذشتہ اند خلائق را بعبادتِ خالق ترغیب فرمودہ اند۔ واز عبادت غیر منع نمودہ وخود را بندہ عاجز دانستہ اند۔ واز ہیبت وعظمت او تعالیٰ ترساں ولرزاں بودہ اند وآلہہ ہنود خلق را بعبادت خود ترغیب کردہ اند (الی قولہ) بخلاف پیغمبراں علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ خلائق را ازانچہ منع فرمودہ اند۔ خود را نیز ازاں باز داشتہ اند۔ بروجہ اتم واکمل خود را بشر مثل سائر البشر می گفتند۔ مصرعہ

بہ بیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بکجا انتہی مکتوب ۱۶۷ دفتر اول ص۱۵ حصہ سوم۔

ترجمہ۔ ہمارے کل پیغمبر جو کہ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار گذرے ہیں۔ سب کے سب مخلوق کو خالق جل مجدہ کی عبادت کی ترغیب دیتے رہے ہے۔ اور غیر اللہ کی عبادت سے منع فرماتے رہے۔ اور سب نے اپنے آپ کو (اللہ تعالیٰ کا) عاجز بندہ سمجھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور اُس کی بزرگی سے کانپتے رہے ہیں۔ اور ہندوؤں کے خداؤں نے مخلوقات کو اپنی عبادت کی رغبت دلائی ہے۔ (الی قولہ) بخلاف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کہ مخلوق کو جن چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ خود بھی اُس سے باز رہے ہیں۔ بالکل پورے طور پر دوسرے لوگوں کی طرح اپنے آپ کو وہ حضرات بشر (بندہ) فرمایا کرتے تھے مصرعہ۔ بہ بین تفاوت راہ از کجا است تا بکجا۔ انتہی۔

عبرت

خدا تعالیٰ کے بندو۔ خدا سے ڈرو۔ جس بات سے اللہ تعالیٰ بھی راضی نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے بھی مخالف ہو۔ امام ابوحنیفہ رح کے طریقہ کے بھی خلاف ہو۔ حضرات صوفیائے کرام کے مسلک کے بھی مخالف ہو۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ پھر وہ کون کا اسلام ہے جس پر زور دیا جا رہا ہے۔

ازالۂ غلط فہمی۔

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کی درگاہ میں جو عزت وقرب کا درجہ حاصل ہے۔ اس کو ہم پورے طور پر سمجھ بھی نہیں سکتے۔ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین کا درجہ سمجھنا تو دور رہا۔ میرے خیال میں ولی کی ولایت اور نبی کی نبوت کا سمجھنا بھی عام لوگوں کے لئے محال ہے۔ ہاں البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کو سمجھ سکتے ہیں۔ ان کے افعال کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ لہذا ہمارا فرض ہے۔ کہ آپ کے اقوال وافعال کا اتباع کریں۔ اور اعتقادات میں جو کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے۔ اسی پر ایمان رکھیں۔ اور اپنی طرف سے کانٹ چھانٹ نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ کو خالق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق سمجھیں

،،	معبود	،،	عابد	،،
،،	آقا	،،	غلام	،،
،،	بھیجنے والا	،،	رسول	،،

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

تعریفِ بدعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ فمن احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو ردٌ (مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ۔ جو شخص ہمارے اس کام یعنی دین میں کوئی چیز نئی ایجاد کرے جو کہ اس کا جزو نہیں ہے۔ تو وہ چیز مردود ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں قبول نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک میں فی امرنا ہذا سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر کوئی شخص نئی چیز ایجاد کرکے اسے دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا جزو قرار دے۔ یعنی آپ کی ساری امت پر لازم سمجھے۔ اور جو شخص اس کی ایجاد کردہ رسم کو ادا نہ کرے۔ تو اس پر طعن کرے۔ اور اُسے دین محمدی سے خارج اور اس کا تارک سمجھے۔ تو ایسا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا بہی خواہ نہیں بلکہ دشمن ہے۔ کیونکہ دین الٰہی کی جگہ پر اپنے خود ساختہ دین کو رواج دینا چاہتا ہے۔ اس کی ایجاد کردہ رسموں کی اشاعت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری کردہ دین میں یقیناً کمی واقع ہوگی۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ ما احداث قوم بدعۃ الا رفع مثلہا من السنۃ۔ ترجمہ کسی

قوم نے کبھی کوئی بدعت اپنی طرف سے ایجاد نہیں کی۔ مگر اتنی سنت اس سے اٹھالی جاتی ہے۔ انتہی

نذر معین

ہاں ایک چیز نذر رہ ہے۔ جس کی شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اجازت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ رضاء الٰہی حاصل کرنے کے لیئے کوئی شخص کوئی چیز اپنے اوپر لازم کرلیتا ہے۔ اگرچہ وہ عبادت شریعت میں لازم نہ ہوئی ہو۔ بشرطیکہ جنس عبادت مشروعہ میں سے ہو۔ ورنہ وہ نذر لازم نہ ہوگی۔ جس طرح فقہاء کا ارشاد ہے۔ لانذر فی معصیۃ۔ ترجمہ گناہ کے کام کی نذر مقرر کرنا صحیح نہیں ہے۔ لیکن وہ اس عبادت کو اپنی ذات تک محدود سمجھتا ہے۔ دوسرے کسی شخص کو اس عبادت کے کرنے کیلئے مجبور نہیں کرتا تو یہ بدعت نہیں ہے۔

ہمارے مخالف حنفی بھائیوں کی کسوٹی اسلام مجموعہ بدعات ہے

اسلام پنجاب کے ضروری ارکان کی فہرست میں جن سات مسائل کو بطور مثال ذکر کیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص ان مسائل کا قائل نہ ہو۔ تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ بلکہ وہابی ہے۔ اور وہابی کے ساتھ ہمارے

بھائی مرتدین کا سلوک کرتے ہیں۔ یعنی جو شخص ان ایجاد کردہ خودساختہ مسائل (جو نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ اسلام کا جزو ہیں۔ اور نہ مذہب امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جزو ہیں) کا اقرار نہ کرے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں۔ اور نہ اس سے السلام علیکم کہنا ہی جائز ہے۔ اور ایسے لوگ مساجد میں امام نہیں بنائے جا سکتے اور نہ ان احناف کے ساتھ مل کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ ارکان اسلام محمدی (توحید رسالت نماز روزہ حج زکوٰۃ) کے قائل اور عامل ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کے اس برتاؤ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ان خود ساختہ مسائل مذکورہ کو جزو اسلام محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام قرار دیتے ہیں۔

ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی

برادرانہ درخواست

میرے پیارے حنفی بھائیو۔ خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ یاد رکھو۔ دنیا چند روزہ ہے۔ آخر قیامت میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر منہ دکھانا ہے۔ اشتعال میں نہ آؤ۔ بلکہ ٹھنڈے دل سے ذرا غور کرو۔ اور سوچو۔ آیا جن چیزوں پر تم زور دے رہے ہو۔ اور اس بنا پر آپس میں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہو۔ اور ایک دوسرے سے سلام و کلام ترک کر رہے ہو۔

آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں یہی دین سکھایا تھا۔ اور یہی امانت تمہارے سپرد کر گئے تھے۔ بلکہ سنو۔ ہمارے آقائے نامدار سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرما گئے ہیں۔ ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ (مشکوۃ المصابیح) ترجمہ۔ یعنی تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک ان کو ہاتھ میں رکھو گے۔ کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ (وہ دو چیزیں کون سی ہیں) اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت۔ خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ اور سوچو کہ آیا یہ مسائل کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے جزو ہیں۔

خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب بھائیوں کو مع آپ کے حضرات علماء کرام کے اپنی رضاء حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

وعید بدعت

سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارا حوض (کوثر) پر پیشرو ہوں جو شخص مجھ پر گذرے گا۔ وہ پئیگا۔ اور جو پئیگا۔ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ البتہ بعض قومیں میرے ہاں آئیں گی جن کو میں پہچانوں گا۔ اور وہ

مجھے پہچانینگے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ آجائے گا۔ (یعنی وہ مجھ تک پہنچ نہیں سکیں گے)، پس میں کہوں گا۔ بیشک وہ میرے ہیں۔ پھر کہا جائیگا۔ تحقیق تو نہیں جانتا۔ اس چیز کو جو انہوں نے تیرے بعد ایجاد کی تھی۔ پھر میں کہونگا۔ جس شخص نے میرے بعد دین میں تغیر وتبدل کیا تھا۔ اسے ہٹادو ہٹادو۔ اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

عبرت

میرے حنفی بھائیو۔ خدا تعالےٰ سے ڈرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کو دل کے کان کھول کر سنو۔ اور اپنی موجودہ حالت کو دل کی آنکھیں کھول کر دیکھو۔ اور اپنے مذہبی علماء کرام سے بایں الفاظ پوچھکر دیکھو۔ کہ جن رسموں اور وظیفوں کے نہ ماننے والوں کو آپ وہابی اور بے ایمان کا لقب دیتے ہیں۔ (جن کا مختصر ذکر اوپر گذرا ہے) آیا یہ چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کیں، یا فرمائی نہیں۔ یا بعد کی بنائی ہوئی ہیں۔ خدا تعالےٰ کے بندو۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ دنیا میں بھی ہم لڑتے ہی مریں۔ اور قیامت کے دن کہیں دربار محمدی سے بھی دھکے دے کر نکال دیئے جاویں۔ وما علینا الا البلاغ۔

اسلام کا صحیح راستہ

برادران اسلام۔ اسلام کا صحیح راستہ فقط وہی ہے۔ جو سید المرسلین خاتم النبیین۔ شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام

رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کو سکھایا۔ اور جس پر چلکر ان بزرگوں نے اللہ تعالےٰ کے دربار سے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ اُن سے راضی ہوا اور وہ لوگ اللہ تعالےٰ سے راضی ہوئے) کا مبارک تمغہ قرآن مجید میں پایا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طرز عمل

چونکہ یہ رسالہ عام فہم بنانا مقصود ہے۔ اس لئے بجائے روایات کثیرہ کے جمع کرنے کے ان حضرات کے طرز عمل کا خلاصہ عرض کئے دیتا ہوں۔ جس سے کسی سمجھدار عالم کو اختلاف کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

نمبر اول	قران مجید	نمبر دوم	حدیث شریف
نمبر سوم	اجماع امت	نمبر چہارم	قیاس

علماء کی قسمیں

بچارے عام مسلمانوں کا اتنا ہی فرض ہے۔ کہ وہ علماء کی خدمت میں آئیں۔ اور ان سے دین الٰہی سیکھیں۔ لیکن اے برادران اسلام اگرچہ ہر ایک مولوی صاحب آپ کے سامنے یہی دعوےٰ کریگے کہ میں مسلک صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا پورا متبع ہوں اصلیت یہ ہے کہ ان علماء کی دو قسمیں ہیں۔ علماء ربانی۔ علماء سوء لہذا

علمار ربانیین کا اتباع کرو۔ اور علمار سور کی صحبت سے بچو۔ اور ان کے حق میں ہدایت کی دعا کرو۔

عالمِ ربانی کا شیوہ

عالم ربانی کا اولین فرض اعلاء کلمۃ اللہ تعالےٰ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آواز کانوں میں پہنچائے گا۔ کتاب اللہ کی شرح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال پیش کرے گا۔ جو مسئلہ کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں نہ ملے۔ اس کو اجماع امت سے حل کرے گا۔ اگر اجماع امت میں بھی نہ پایا جاوے۔ تو قیاس امام کی طرف رجوع کرے گا۔

عالمِ ربانی کی صحبت کا اثر

عالم ربانی کی صحبت میں طبیعتوں پر اسی قسم کا اثر ہوگا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک صحبت میں صحابہ کرام پر ہوا تھا۔ اگرچہ ویسا رنگ چڑھنا تو محال قطعی ہے۔ لیکن عالم ربانی کی صحبت کا اثر ظل محمدی کا ادنیٰ نمونہ ہوگا۔

تشریح اثر

(۱) خدا تعالیٰ کی عظمت وجلال "سطوت وجبروت" رگ وریشہ میں سرایت کر جائے۔ اور یہ نقشہ آہستہ آہستہ الیسا پختہ ہو جائے۔ کہ کسی وقت بھی جلوہ

وخلوۃ میں خلاف مرضی الٰہی نہ ہونے پائے۔
(۲) کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے اتباع کا شوق پیدا ہو۔ اور روز بروز بڑھتا جائے۔
(۳) احکام الٰہی کی سابقہ مخالفت اور بے اعتنائی پر ندامت ہو۔ گذشتہ سے طلب عفو اور آئندہ کی پابندی کا عزم بالجزم ہو۔
(۴) مندرجۂ ذیل اوصاف میں انقلاب ہو جائے۔

بجائے اسکے	یہ صفت پیدا ہو جائے	بجائے اسکے	یہ صفت پیدا ہو جائے
زر پرستی	خدا پرستی	جاہ طلبی	خدا طلبی
خوف ماسوی اللہ	خوف الٰہی	تکبر	تواضع
حسد۔ کینہ۔ بغض	خیر خواہی	مطلب پرستی	ایثار
انانیتہ	مساواۃ	دوسروں کی عیب بینی	اپنی عیب بینی

مسلمانوں میں سابقہ عداوت۔ آپس کی محبت۔

علماء سوء (برے) کا شیوہ۔

عالم ربانی کے جذبات واحساسات وخدمات کا عکس کر لیا جاوے تو علماء سوء (برے) کا نقشہ سامنے آجائے گا۔ مثلاً بجائے اشاعت کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے بدعات کا زور ہو جائے۔ آپس میں پہلے مل بیٹھنے والے ملکر نماز پڑھنے والے۔ ایک دوسرے سے السلام علیکم کہنے والے آپس میں

لڑ پڑیں۔ متنفر ہو جائیں۔ سلام و کلام چھوڑ دیں۔ اللّٰھم الف بین قلوب المسلمین واصلح بالھم واحفظنا من شرور انفسنا وشرور اعدائنا ووفقنا لاتباع نبیک الکریم الھادی الی الدین القویم والصراط المستقیم۔ آمین یا الٰہ العالمین واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین

تصدیقہائے علماء کرام

(۱) جو مسائل مولانا صاحب نے ارقام فرمائے ہیں میرا ان کے ساتھ پورا اتفاق ہے۔ فقہ حنفی کے رو سے یہی تحقیق ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب صحیح اور غلط معلوم کرنے کے لئے جو معیار مولانا صاحب نے قائم کیا ہے اس کے روسے ہر ایک ذی فہم حق اور باطل میں تمیز کر سکتا ہے بشرطیکہ انصاف سے کام لے اور بصیرت خداداد کو عمل میں لاوے۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلم کو صحیح فہم عطا فرمادے اور تعصب کو دور کرکے صراط مستقیم کی تلاش کی توفیق عطا فرماوے آمین ثم آمین۔

(حضرت مولانا مولوی) نجم الدین (صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور)

(۲) حضرت مولانا صاحب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ وہ ائمہ حنفیہ کا مسلک اور حق ہے۔

(حضرت مولانا مولوی) محمد نور الحق (صاحب) بسال۔ ضلع اٹک۔ مقیم لاہور

(۳) میری ناچیز دانست وحقیر مبلغ علم میں حضرت مولانا نے یہ رسالہ محققانہ اقوال کی بنا پر تحریر فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم مسلمانوں کو ایسے مسائل کے سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق رفیق فرماویں۔ والسلام

(مولانا مولوی) کریم بخش (صاحب) ایم۔ اے۔ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔

(۴) خاکسار نے اس رسالہ کو تمام سنا اور تمام اس کے مضمون سے پورا اتفاق ہے۔ لاہور

(مولانا مولوی) ابو محمد احمد (صاحب) امام مسجد صوفی

(۵) بیشک معیار حنفیت یہی ہے جو میرے مکرم مہربان مولانا احمد علی صاحب نے اس رسالہ میں تحریر فرمایا

(مولانا مولوی) سید طلحہ (صاحب) پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور

(۶) واقعی اصلی حنفیت یہی ہے جو حضرت مولانا نے اس رسالہ میں ارقام فرمایا ہے

(مولانا مولوی) عبدالعزیز (صاحب مدرس شاہی مسجد لاہور)

(۷) مولانائے محترم نے رسالہ ہذا میں جو کچھ سپرد قلم فرمایا ہے۔ اُس کے صحیح اور واجب التسلیم ہونے میں کسی سمجھدار اور منصف مزاج مسلمان کو انکار کا موقع بالکل نہیں رہا میں نے اس کو از اول تا آخر سنا اور مجھے اُس سے اتفاق کلی ہے۔

(مولانا مولوی) حمید الدین (صاحب) فاروقی مقیم لاہور

(۸) یہ رسالہ حنفیہ حقہ کے لئے اصلی دستور العمل ہے فاضل مصنف نے اپنا اخلاص پیش نظر رکھکر احناف کو اپنا ممنون کر لیا ہے۔

(حضرت مولانا مولوی) احمد علی (صاحب) اوّل مدرس مدرسہ انوار العلوم۔ گوجرانوالہ

(۹) ماکتب مولٰنا المؤلف فی ہذا الکتاب فہو موافق بالکتاب والسنۃ و اجماع الامۃ

(ومطابق باصل المذہب الحنفیۃ

(مولانا مولوی) غلام رسول (صاحب پروفیسر خالصہ کالج۔ گوجرانوالہ)

(۱۰) احمد علی ما حررہ المولف العلام۔

(مولانا مولوی) سید اظہار الحق (صاحب) عباسی ناظم الدینیات اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ

(۱۱) نعم ما قال ہذا القائل و زینہ باصح الدلائل

(مولانا مولوی) محمد مبارک الدین (صاحب) مدرس عربی مدرسہ اسلامیہ ہائی۔ گوجرانوالہ

(۱۲) جو کچھ اس میں لکھا ہے میں اس کے موافق ہوں۔ اور اس کی اشاعت کو اعلیٰ درجے کی دینی خدمت سمجھتا ہوں۔

(مولانا مولوی) عبدالعزیز (صاحب) سکول ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول گوجرانوالہ۔

(۱۳) حضرت مولانا نے اس رسالہ میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ بلاشبہ وہ سچے حنفی المذہب کا طریق ہونا چاہیئے۔

(مولانا مولوی) محمد چراغ (صاحب) مدرس دوم مدرسہ انوار العلوم۔ گوجرانوالہ

(۱۴) ہذا ہو الحق وما ذا بعد الحق الا الضلال
(مولانا مولوی) عبد اللہ (صاحب) المعروف
حافظ نبی بخش (صاحب امام مسجد مولوی
سراج الدین صاحب مرحوم - بقلم عبد العزیز
سکول ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول گوجرانوالہ

(۱۵) جناب حضرت مولانا صاحب نے
جس لرزہ افگن منصفانہ اور روحانیت
سے بھرے الفاظ میں حنفیت کا واقعی
چہرہ دکھلایا ہے اور جس سے مولانا نے
اُن علماء سو کہ جنہوں نے مصنوعی حنفیت
اور تفریق بین المسلمین کو اپنی شکم پروری
کا بہترین آلہ سمجھا ہے - ان کے تمام مکرو
فریب افتراء وتزویر کے جال کے تار
وپود کو بکھیر کر فاش فاش کردیا ہے وہ
اس فتنہ کے زمانہ میں امت محمدی اور
خصوصاً حنفی بھائیوں پر حد سے بڑھکر
احسان ہے - میں بھی حضرت مولانا کی اس
بیش بہا خدمت دینی کے حرف حرف سے
متفق ہوں -
(مولانا مولوی) شمس الحق (صاحب)
پشاوری حنفی قادری مقیم لاہور

(۱۶) واقعی مذہب حنفیہ کے یہی اصول
ہیں - جن کا مولانا صاحب نے ذکر کیا ہے
اور علماء سوء اور عبیدۃ البطن نے اپنے ایجادات
کو (جن کی بنائے مدار اکل وشرب پر ہے

اور جس میں سے بعض کے جواز و عدم جواز میں
علماء کو اختلاف ہے) اسلام میں داخل
کردیا ہے - وہ اسلام کی نہ اجزاء ہیں اور
نہ شریعت نے ان کے ماننے پر مجبور کیا ہے - اور
ان مسائل کو جن پر آجکل پنجاب میں مذہب
حنفی کی بنیاد رکھی جارہی ہے - جن کا ذکر اس
رسالہ میں آچکا ہے - مذہب ابو حنیفہؒ سے
کوئی تعلق نہیں ہے - فقط - والسلام
(مولانا مولوی) محمد عبد العزیز (صاحب
خطیب جامع مسجد احناف - گوجرانوالہ

(۱۷) میں نے تمام رسالہ کا من اولہ الی آخرہ
مطالعہ کیا - مذہب حنفیت کے بالکل مطابق
پایا ہے - جو مسائل حضرت مولانا محترم نے
ارقام فرمائے ہیں - ان سب سے من کل الوجوہ
بندہ کو اتفاق ہے - کیونکہ ہر مسلم حنفی
کی یہی عقیدت ہونی چاہئے - مسائل مذکورہ
متفق علیہ مذہب احناف کے مسائل ہیں
کہ جن کا صحیح اور واجب التسلیم ہونا ہر مقلد
حنفی کے لئے ضروری ہے -
(مولانا مولوی) ایوب حسن (صاحب)
حنفی فاروقی سہارنپوری مقیم لاہور

(۱۸) مسائل متنازعہ پر جن اصول کے مطابق
رسالہ ہذا میں بحث ہوئی ہے - وہ قرآن حدیث
اور صحیح حنفیت ہے - پس جبکہ کسی بھی اسلامی